الرسالة الثانية في الغيبة

تأليف

الامام الشيخ المفيد محمد بن محمد بن النعمان ابن المعلم ابي عبدالله، العكبري، البغدادي (336-413ه)

تحقيق

علاء آل جعفر

غیبت کے بارے میں دوسرا رسالہ

تالیف: امام شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان ابن المعلم ابو عبداللہ، العکبری، البغدادی (336-413ہجری)

تحقیق: علاء آل جعفر

غیبت کی حالت میں صاحبِ زمانؑ کے وجود پر دلیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحث اس موضوع پر آتا ہے کہ "امام مہدی علیہ السلام کا وجود" جن کی غیبت پر شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے، اس بحث کے بعد آتا ہے جو امام پر ایمان لانے اور اس کی معرفت واجب ہونے کے بارے میں تھی۔

شیخ مفیدؒ نے پہلی بحث کو حدیث "من مات..." کے سلسلے میں پچھلے رسالے میں تفصیل سے بیان کیا تھا، لہٰذا اس رسالے میں موجود بحث کو اس کے بعد رکھا گیا ہے۔

یہ رسالہ شیخ اور ایک سائل کے درمیان مکالمہ پر مشتمل ہے، جس نے ان سے امام صاحب الزمان علیہ السلام کے وجود پر قانع کرنے والا دلیل پوچھی تھی۔ دیگر سوالات کے ضمن میں، شیخ نے جواب دیتے ہوئے حق تک رسائی حاصل کی۔

پہلا سوال:

امام صاحب غیبت علیہ السلام کے وجود پر کیا دلیل ہے، جب کہ لوگوں میں ان کے وجود کے بارے میں اختلاف ہے؟

شیخ نے جواب دیا:

اس پر دلیل شیعہ امامیہ کی متواتر روایت ہے، اور ان کی غیبت کی خبریں بھی اسی طرح امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہیں کہ بارہویں امام علیہم السلام غائب ہوں گے، اور غیبت واقع ہو چکی ہے جیسا کہ انہوں نے خبر دی تھی۔

ہم نے دیکھا ہے کہ شیعہ امامیہ نے مشرق و مغرب میں زمین کو بھر دیا ہے، ان کے خیالات اور ارادے مختلف ہیں، دیار جدا جدا ہیں، وہ ایک دوسرے کو پہچانتے نہیں، مگر سب جھوٹ بولنے اور جھوٹی گواہی دینے کو حرام سمجھتے ہیں، اور اس کی برائی جانتے ہیں۔

ایسے لوگ ان خبروں میں جھوٹ پر جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ اگر ان کے بارے میں ایسا گمان کیا جائے تو تمام امتوں اور فرقوں کے بارے میں بھی کیا جا سکتا ہے، پھر دنیا میں کوئی خبر صحیح نہ رہے گی، اور یہ تمام شریعتوں کا باطل ہونا لازم آئے گا، جو کہ بالکل واضح بطلان اور فساد ہے۔

دوسرا سوال:

شاید ایک جماعت نے ابتدا میں ان خبروں کو گھڑنے پر اتفاق کیا ہو، پھر شیعوں نے انہیں نقل کیا اور ان سے وابستہ ہو گئے، جبکہ وہ اصل سے واقف نہ تھے کہ یہ کیسے پیدا ہوئیں؟

شیخ نے اس کا جواب دیا:

اوّلاً: یہ احتمال تمام متواتر خبروں میں وارد ہو سکتا ہے، اور یہ شرائع کے ابطال کا راستہ ہے، جیسا کہ ہم نے کہا۔

ثانیاً: اگر یہ احتمال درست ہوتا، اور جو اس میں ذکر کیا گیا وہ واقع ہوتا، تو یہ امر مخالفینِ شیعہ کی زبانوں پر ظاہر اور مشہور ہوتا، کیونکہ وہ ان کے مذہب میں نقص تلاش کرتے ہیں، اور ان کے عقائد کی لغزشوں کی جستجو کرتے ہیں، تو وہ بات زیادہ ظاہر اور مشہور ہوتی کہ چھپ نہ سکتی۔

پس اس کے نامعلوم اور غیر مشہور ہونے سے اس کے باطل اور فاسد ہونے پر دلیل ملتی ہے۔

پھر شیخ مفیدؒ نے کچھ ایسی روایات ذکر کیں جو صاحب الزمان علیہ السلام اور ان کی غیبت کی خبر دیتی ہیں، جو امیر المؤمنین، امام باقر اور امام صادق علیہم السلام تک مرفوع ہیں۔

انہوں نے سید محمد حمیری کا ایک شعر نقل کیا، جو انہوں نے غیبت سے (ڈیڑھ سو سال) پہلے کہا تھا، جس میں یہ ہے:

له غيبة لابد أن سيغيبها

فصلى عليه الله من متغيب

(یقیناً ان کی ایک غیبت ہے جس میں وہ ضرور غائب ہوں گے، پس اللہ کی رحمت ہو اس غائب ہونے والے پر۔)

شیخ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: پس دیکھو ــ رحمہم اللہ ــ سید کا یہ قول، جو غیبت کے بارے میں ہے، اس نے یہ کیسے کہا اگر اس نے اپنے ائمہ علیہم السلام سے نہ سنا ہوتا؟ اور ان کے ائمہ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا۔

ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک بات کہے، اور (ڈیڑھ سو سال) بعد وہ حرف بہ حرف اسی طرح واقع ہو جائے جیسا کہ کہا گیا تھا؟

تیسرا سوال:

کیا لازم ہے کہ یہ خبریں غیر شیعہ طریقے سے بھی نقل کی جائیں اگر وہ ثابت ہوں؟

شیخ نے جواب دیا: یہ نہ لازم ہے نہ واجب!

ورنہ تو لازم آتا کہ کوئی خبر صحیح نہ ہو جب تک اسے موافق اور مخالف دونوں نقل نہ کریں، اور اس طرح تمام خبریں باطل ہو جاتیں، کیونکہ اگر کوئی خبر اس وقت تک قبول نہ کی جائے جب تک اسے مخالفین بھی نقل نہ کریں، تو دونوں طرف سے خبروں کا انکار آسان ہو جاتا، اور کسی خبر کے ذریعے احتجاج ممکن نہ رہتا۔

اور یہ جواب ابنِ قِبَہ کے کلام میں موجود ہے جو کتاب اِکمال الدین (صفحہ 23) میں منقول ہے۔

سوال چہارم:

اگر امام علیہ السلام اس تمام مدت میں غائب ہیں، تو ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، پس ان کے وجود اور عدم وجود میں کیا فرق ہے؟!

شیخ نے جواب دیا:

بے شک اللہ نے ان کو دلیل اور حجت مقرر کیا ہے، لیکن ظالموں نے انہیں خوف زدہ کر دیا، اور ان سے استفادہ کو روک دیا، لہٰذا وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ انہیں پیدا ہی نہ کرتا یا فنا کر دیتا تو ان سے استفادہ نہ ہونے کی علت اللہ کی طرف سے ہوتی۔ اور ان دونوں باتوں میں فرق واضح ہے۔

سوال پنجم:

کیا اللہ نے انہیں آسمان کی طرف نہیں اٹھا لیا؟

شیخ نے جواب دیا:

بے شک امام اہلِ زمین پر حجت ہیں، اور حجت کا لازمی ہے کہ وہ ان لوگوں کے درمیان موجود ہو جن پر حجت تمام کی جاتی ہے، اور زمین حجت سے خالی نہیں رہتی، لہٰذا جائز نہیں کہ اللہ انہیں آسمان کی طرف اٹھا لے۔

اور چونکہ حجت میں کچھ خاص صفات ہونا ضروری ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ معصوم ہو، اور ہم نے نہ عباسیوں کی اولاد میں، نہ علی علیہ السلام کی اولاد میں، اور نہ تمام قریش میں کسی کو دیکھا جو ان صفات سے متصف ہو، لہٰذا ضروری ہے کہ وہ معصوم امام علیہ السلام ہی ہوں۔

اور جب یہ سب تسلیم کر لیا جائے، تو غیبت لازم آتی ہے۔ یہی استدلال وہی ہے جس پر سید شریف مرتضیٰ نے اپنی کتاب المُقنِع فی الغیبة کی بنیاد رکھی۔

اور معترض کے اِس قول سے ظاہر ہوتا ہے:

"إن المعتقد منكم يقول: إن له - أي لصاحب الزمان عليه السلام - خمسة وأربعون ومائة سنة"

(یعنی تم میں سے عقیدہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ ان کی عمر ایک سو پینتالیس سال ہے)

کہ یہ اعتراض سنہ 400 ہجری میں کیا گیا تھا۔

واللہ الموفق للصواب۔

تحریر

السید محمد رضا الحسینی الجلالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان، بہت رحم والا ہے۔

اور اللہ کی رحمتیں ہوں محمد پر، اور اللہ ان پر سلام بھیجے۔

ایک سائل نے شیخ مفید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

امام صاحبِ غیبت (علیہ السلام) کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ کیونکہ لوگوں نے ان کے وجود کے بارے میں ظاہراً اختلاف کیا ہے۔

شیخ نے فرمایا:

اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم نے پایا کہ شیعہ امامیہ ایک ایسی جماعت ہے جس نے مشرق و مغرب میں زمین کو بھر دیا ہے، ان کے خیالات اور ارادے مختلف ہیں، ان کے دیار ایک دوسرے سے دور ہیں، وہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے، جھوٹ کو حرام سمجھنے والے اور اس کی برائی کو جاننے والے ہیں، پھر وہ اپنے ائمہ علیہم السلام سے امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کے واسطے سے متواتر طور پر یہ روایت کرتے ہیں کہ:

«إن الثاني عشر يغيب غيبة يرتاب فيها المبطلون»

(یعنی بارہواں امام ایسی غیبت میں چلا جائے گا جس میں باطل پرست شک کریں گے)[1]

اور وہ بیان کرتے ہیں کہ غیبت بالکل اسی طرح واقع ہوگی جیسے بیان کی گئی ہے۔

تو یہ خبریں یا تو سچی ہیں یا جھوٹی۔ اگر سچی ہیں تو ہمارا کہنا درست ہے، اور اگر جھوٹی ہیں تو یہ ناممکن ہے، کیونکہ اگر امامیہ — جیسی ان کی حالت ہے — جھوٹ پر جمع ہو سکتے ہیں تو پھر تمام مسلمان بھی اپنے نبی ﷺ کے معجزات کے نقل کرنے میں اسی طرح جھوٹ پر جمع ہو سکتے ہیں، بلکہ دیگر امتیں اور فرقے بھی، یہاں تک کہ دنیا میں کوئی خبر قابلِ اعتماد باقی نہ رہے، اور اس صورت میں تمام شریعتیں باطل ہو جائیں گی۔

---

[1] كمال الدين: 302 / 9 و 303 / 14، 15، 16 و 304 / 17
ارشاد المفيد: 154
الغيبة (للنعماني): 156 / 18.

سائل نے کہا:

شاید کچھ لوگوں نے ابتدا میں آپس میں سازش کر کے یہ روایات گھڑ لیں، اور شیعہ نے انہیں بلا تحقیق نقل کیا اور ان پر عمل کیا، جبکہ وہ اصل حقیقت سے ناواقف تھے۔

شیخ رضی الله عنه نے فرمایا:

سب سے پہلے تو یہ کہنا تمام روایات پر طعن ہے، کیونکہ اگر کوئی مسلمانوں سے کہے کہ نبی ﷺ کے معجزات کے نقل کرنے میں شاید اصل میں یہ روایات گھڑی ہوئی ہوں، اور شاید کچھ لوگوں نے ان پر سازش کی ہو اور جنہوں نے انہیں نقل کیا وہ ان کی اصل حقیقت نہیں جانتے تھے — تو یہ طرزِ فکر تمام شریعتوں کے باطل ہونے کا راستہ ہے۔

پھر اگر معاملہ ویسا ہوتا جیسا سائل نے کہا، تو یہ بات مخالفین کی زبانوں پر ظاہر ہو جاتی، کیونکہ وہ ان کے عیب تلاش کرتے ہیں اور ان کے مذاہب کو توڑنے کی چالیں چلتے ہیں، تو یہ بات ظاہر اور مشہور ہو جاتی، نہ کہ پوشیدہ۔ پس اس کے بارے میں علم نہ ہونا اس معارضے کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

سائل نے کہا:

تو ہمیں ان روایات کے طرق (سندیں) دکھایئے اور ان کی دلالت کا پہلو واضح کیجیے۔

شیخ نے فرمایا:

پہلی روایت وہ ہے جو عامہ اور خاصہ دونوں نے نقل کی ہے، اور وہ "خبرِ کمیل بن زیاد" ہے۔

کمیل بن زیاد کہتے ہیں: میں امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ زمین میں لکیر کھینچ رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے مولا! آپ زمین میں لکیر کیوں کھینچ رہے ہیں؟ کیا آپ کو اس کی رغبت ہے؟

فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی ایک لمحے کے لیے بھی اس میں رغبت نہیں کی، لیکن میں حسین کی اولاد میں نویں کے بارے میں سوچ رہا ہوں، وہی وہ ہو گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ اس کے لیے ایک

غیبت ہوگی جس میں باطل پرست شک کریں گے۔ اے کمیل بن زیاد! اللہ کی زمین میں حجت کا ہونا لازم ہے، خواہ اس کی ذات ظاہر و مشہور ہو یا پوشیدہ وگمنام، تاکہ اللہ کی حجتیں باطل نہ ہوں۔[2]

روایت طویل ہے، لیکن ہم نے صرف موضعِ دلالت پر اکتفا کیا ہے۔

اور امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ ایک دن شیعہ نے ان سے کہا: کیا آپ ہمارے وہ صاحب ہیں جو تلوار سے قیام کریں گے؟

تو آپ نے فرمایا: میں تمہارا وہ صاحب نہیں ہوں،

«انظروا من خفيت ولادته فيقول قوم ولد ويقول قوم ما ولد، فهو صاحبكم»

(دیکھو جس کی ولادت پوشیدہ ہوگی، کچھ لوگ کہیں گے وہ پیدا ہو چکا ہے اور کچھ کہیں گے نہیں، وہی تمہارا صاحب ہے۔)[3]

اور امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

«كيف بكم إذا التفتم يمينا فلم تروا أحدا، والتفتم شمالا فلم تروا أحدا، واستولت أقوام بني عبد المطلب، ورجع عن هذا الامر كثير ممن يعتقده، يمسي أحدكم مؤمنا ويصبح كافرا، فالله الله في أديانكم هنالك فانتظروا الفرج»

تمہارا کیا حال ہوگا جب تم دائیں دیکھوگے تو کوئی نہ پاؤگے، بائیں دیکھوگے تو کوئی نہ پاؤگے، اور بنی عبد المطلب کی کچھ اقوام غالب آجائیں گی، اور بہت سے لوگ جو اس امر (امامت) پر ایمان رکھتے ہیں، اس سے پھر جائیں گے، تم میں سے کوئی شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، پس اللہ سے ڈرو اپنے دینوں کے بارے میں، وہاں تم فرج (نجات) کا انتظار کرنا۔

اور امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

[2] حوالہ: كمال الدين: 289 / 2، الكافي 1: 273، الغيبة (للطوسي): 154 و 254 (وفي الاخيرين: الاصبغ بن نباتة بدلا عن كميل بن زياد).).

[3] كمال الدين: 325 / 2.

«إذا توالت ثلاثة أسماء محمد وعلي والحسن فالرابع هو القائم صلوات الله عليه و عليهم»

(جب تین نام—محمد، علی، حسن—متواتر آئیں، تو چوتھا قائم ہو گا، ان پر اور ان کے جدّ پر سلام ہو۔)[4]

اور اگر ہم اس معنی میں جو روایتیں آئی ہیں ان کی طرف جائیں تو اس کی شرح بہت طویل ہو جائے گی، اور یہ سید ابن محمد حمیری ہیں، جو غیبت سے پچاس اور ایک سو سال پہلے اپنی ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:

وكذا روينا عن وصي محمد. وما كان فيما قاله بالمتكذب.

بأن ولي الامر يفقد لا يرى

ستيرا كفعل الخائف المترقب

فيقسم اموال الفقيد كأنما

تغيبة تحت الصفيح المنصب

فيمكث حياتم ينبع نبعة نبعة

درى من الارض يوهب

له غيبة لابد من ان يغيبها

فصلى عليه الله من متغيب"

اور اسی طرح ہم نے محمد ﷺ کے وصی سے روایت کیا ہے، اور جو کچھ انہوں نے فرمایا، اس میں کوئی جھوٹ نہیں تھا۔ بے شک ولی امر غائب ہو جائے گا، نظر نہیں آئے گا، پردہ میں ہو گا جیسے کوئی خوف زدہ اور منتظر شخص چھپتا ہے، اس کی اموال کو یوں تقسیم کیا جائے گا گویا وہ لوہے کے بنے ہوئے تخت کے نیچے دفن ہے۔ پھر وہ کچھ عرصہ چھپا رہے گا، پھر دوبارہ ظاہر ہو گا، زمین کے کسی حصے سے اس کو ظاہر کیا جائے گا۔ بے شک اس کی ایک ایسی غیبت ہو گی جسے اسے ضرور اختیار کرنا پڑے گا۔ پس اللہ کی رحمت ہو اس غائب پر۔

پس تم غور کرو، اللہ تم پر رحم کرے، سید کا یہ قول—یعنی (الغیبة)—اس کے منہ سے کس طرح نکلا، اگر یہ اس نے اپنے ائمہ سے نہ سنا ہوتا، اور اس کے ائمہ نے نبی ﷺ سے نہ سنا ہوتا؟ ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کوئی بات کہے اور وہ ٹھیک اسی

[4] كمال الدين: 334 / 3، الغيبة للنعماني: 179 / 26 (وفيهما عن ابي عبد الله عليه السلام).

طرح واقع ہو جائے جیسا کہ کہا گیا، اور اس میں سے ایک حرف بھی غلط نہ ہو؟ اللہ ہمیں اور تمہیں خواہشِ نفس سے محفوظ رکھے، ہم اسی کی مدد سے کام لیتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

سائل نے کہا:

تولازم تھا کہ یہ خبریں شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی نقل کرتے۔

انہوں نے کہا:

یہ نہ لازم ہے اور نہ واجب۔ اگر واجب ہوتا تو پھر کوئی خبر صحیح نہ ہوتی جو صرف موافق یا مخالف روایت کرے، اور اس طرح تمام خبریں باطل ہو جاتیں۔

سائل نے کہا:

جب امام (ع) اس طویل مدت تک غائب ہیں اور ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو پھر ان کے موجود ہونے اور نہ ہونے میں کیا فرق ہے؟

انہوں نے کہا:

بے شک جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوق پر ایک دلیل اور حجت مقرر فرماتا ہے اور ظالم لوگ اسے خوفزدہ کر دیتے ہیں، تو حجت ان پر ہوگی جنہوں نے اسے خوفزدہ کیا، اللہ پر نہیں۔ اور اگر اللہ خود اسے معدوم کر دیتا تو حجت اللہ پر ہوتی، ظالموں پر نہیں۔ یہی فرق ہے اس کے موجود ہونے اور معدوم ہونے میں۔

سائل نے کہا:

تو کیا اللہ نے اسے آسمان پر نہیں اٹھالیا تاکہ جب وہ قیام کرے تو اسے نازل کرے؟

اس نے کہا:

وہ آسمان والوں پر حجت نہیں ہے، بلکہ وہ زمین والوں پر حجت ہے، اور حجت ہمیشہ ان کے درمیان ہوتی ہے جن پر وہ حجت ہے۔ نیز یہ بات عقل میں ممتنع نہ ہوتی اگر وارد شدہ روایات نہ ہوتیں کہ زمین حجت سے خالی نہیں رہتی۔ پس اسی وجہ سے اس کا آسمان میں ہونا جائز نہیں، بلکہ لازم ہے کہ وہ زمین میں ہو، اور اللہ ہی سے توفیق ہے۔

پھر ایک شخص معتزلہ میں سے اٹھا اور شیخ مفید سے کہا:

یہ تم سے کیسے روا ہو سکتا ہے، حالانکہ تم ان میں سے ہو جو نظر و استدلال کرتے ہیں، عدل و توحید کے قائل ہو، عقل کے احکام کے ماننے والے ہو، مگر تم ایک ایسے شخص کی امامت کے قائل ہو جس کی ولادت صحیح ثابت نہیں، نہ اس کی امامت، نہ اس کا وجود، نہ اس کا عدم، اور برسوں گزر گئے یہاں تک کہ تمہارے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ اس کی ولادت کو ایک سو پینتالیس سال گزر چکے ہیں، کیا یہ بات عقل یا نقل کے لحاظ سے جائز ہے؟

شیخ نے فرمایا:

تم نے کہا، اب سمجھو۔ جان لو کہ ہمارے نزدیک دلیل قائم ہو چکی ہے کہ زمین حجت سے خالی نہیں رہتی۔

سائل نے کہا:

مان لیا، پھر کیا؟

شیخ نے کہا:

پھر یہ کہ حجت مخصوص صفات رکھتی ہے، اور جس میں وہ صفات نہ ہوں وہ حجت نہیں ہو سکتا۔

سائل نے کہا:

یہ بات میں مانتا ہوں، لیکن میں نے بنی عباس، بنی علی، اور پوری قریش میں کسی کو ان صفات والا نہیں پایا، تو میں نے عقلی دلیل سے جانا کہ حجت ان کے علاوہ ہے، اگرچہ وہ ہزار سال غائب رہے۔

اور یہ بات اپنے معنی میں بہت عمدہ ہے اگر تم اس پر غور کرو، کیونکہ جب دلیل قائم ہو جائے کہ زمین حجت سے خالی نہیں رہتی، اور حجت وہی ہوتا ہے جو خطا اور لغزش سے معصوم ہو، جس پر وہ عیوب نہیں آ سکتے جو امت پر آ سکتے ہیں، اور جب اختلاف امامت میں ہو نہ کہ نبوت میں، تو جب یہ سب ثابت ہو جائے تو غیبت میں بھی حجت کا وجود لازم ہوتا ہے۔